ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اخی اللبن

۱۳۳۰ھ

(اولادِ رضیع اور اولادِ مرضعہ کے درمیان حُرمتِ نکاح کا عمدہ اور روشن بیان)

کسی کم علم نے ایک غلط فتوٰی درباب جوازِ نکاح مابین اولادِ رضیع و مرضعہ لکھ دیا تھا وہ فتوٰی بذریعہ مولوی اکرام الدین صاحب امام و خطیب مسجد وزیر خاں اعلٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی تک پہنچا تو آپ نے اس کے رد میں مندرجہ ذیل فتوٰی المسمّٰی بہ الجلی الحسن فی حرمۃ ولد اخی اللبن مستند بنصوص صحیحہ و مبرہن بہ براہینِ شرعیہ تحریر فرمایا،

وھو ھذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان فجعلہ نسبًا وصھرا وجعل الرضاع کالنسب فوھب بہ محرمیۃ اخرٰی والصلوۃ والسلام علٰی من ھدانا للصواب

اللہ تعالٰی کے لیے سب تعریفیں جس نے انسان کو پیدا فرمایا تو اس کو نسب اور سسرالی رشتہ سے نوازا اور رضاعت کو نسب کی مثل بنایا تو اس کے سبب ایک اور محرمیۃ عطا کی، صلوٰۃ وسلام اس ذات پر جس نے ہمیں درستگی

ووعد علیہ جزیل الثواب فاعظم البشری واوجب التثبت فی الافتاء وحرم الاجتراء فاوعد علیہ وعید انکراصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلٰی اٰلہ وصحبہ والمنتمین الیہ دنیاو اخری، اٰمین!

کی رہنمائی فرمائی اور اس پر بھاری ثواب کا وعدہ فرمایا تو بشارت عظیم فرمائی اور جس نے فتوٰی دینے میں ضبط کو واجب اور جسارت کو حرام فرمایا تو جسارت پر سخت وعید فرمائی، اللہ تعالٰی کی رحمت اور سلام ہو آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر اور ان سب پر جو آپ کی طرف دنیا و آخرت میں منسوب ہوں، آمین (ت)

مسئلہ ۲۸۰: از لاہور مرسلہ مولوی اکرام الدین صاحب بخاری امام وخطیب مسجد وزیرخاں مرحوم
۲۳ جمادی الاولٰی ۱۳۳۰ ہجری المقدس

جناب مستطاب، محمدت مآب، قدوۃ الابرار واُسوۃ الاخیار، زین الصالحین وزبدۃ العارفین، علامۃ العصر فرید الدہر، عالم اہل السنۃ، مجدد مائۃ حاضرہ، استاذ زمان ومقتدائے جہان، لازوال نتیجہ خاطرہ، درۃ تاج الفیضان وثمرۃ شجرۃ ضمیرہ باکورۃ بستان العرفان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بعد اتحاف اساس تسلیمات حوراصورت کہ رخسارہ صفا امارا تش از تکلف حلل عبارت مستغنی ست در نظر آن سلیمان ملک عرفان معروض دارم التجاء مخلصانہ بجد والا مرتبت اینست کہ فتوی بہمراہی مکتوب ارسال داشتہ شد موافق رائے مبارک عالی سطرے نوشتہ بنام نیازمند ارسال نمایند، الٰہی سلامت باشند ثم السلام، کتبہ المسکین محمد اکرام الدین بخاری عفا عنہ الباری۔

نورانی اور روشن تسلیمات کے تحائف جن کا رخ زیبا لباس الفاظ کے تکلف کا محتاج نہیں، سلطنت عرفان کے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد مخلصانہ التجا ہے کہ مکتوب ہذا کے ساتھ ایک فتوی ارسال خدمت ہے اپنی رائے عالی کے موافق چند سطریں تحریر فرماکر اس نیازمند کے نام روانہ فرمادیں اللہ تعالٰی سلامت رکھے، والسلام۔ کتبہ المسکین محمد اکرام الدین بخاری عفا عنہ الباری۔ (ت)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنی حقیقی بہن کا دُودھ پیا ہے، اس شخص اور اس کی بہن سے اولاد پیدا ہُوئی ہے، یہ بھائی بہن اپنی اولاد کا آپس میں نکاح کرنا چاہتے ہیں، ان کی اولاد کا نکاح شرعاً آپس میں درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب: شخص مذکور کی اولاد کا نکاح اس کی بہن مرضعہ کی اولاد کے ساتھ جائز ہے کیونکہ حرمت رضاعت خاص رضیع کے لیے ثابت ہوتی ہے۔ رضیع کے اصول وفروع کے لیے حرمت مذکورہ ثابت نہیں ہوتی، پس دُودھ پینے والے پر دُودھ پلانے والی بمعہ جمیع فروع واصول کے حرام ہے، فروع رضیع پر فروع مرضعہ ہرگز حرام

نہیں ہوسکتا، چنانچہ شرح وقایہ وغیرہ میں محرمات بالرضاعہ کو اس شعر میں درج کیا ہے: ؎

از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند
وز جانب شیر خوارہ زوجان و فروع

(دودھ پلانے والی کی جانب سے تمام رشتے حرام ہوں گے اور شیرخوار کی جانب سے وہ اور اس کا زوج یا زوجہ، اور اس کے فروع حرام ہوں گے۔ ت)

تحرم المرضعۃ و زوجھا علی الرضیع و یحرم قومھا علی الرضیع کما فی النسب و تحرم فروع الرضیع علی المرضعۃ و زوجھا و یحرم زوج الرضیع علی المرضعۃ و زوجھا[1] کذا فی شرح الوقایۃ ص ۹۳۔

دُودھ پلانے والی خود، اس کا خاوند اور اس کی قوم دُودھ پینے والے پر حرام ہوگی جیسے نسب میں حرام ہیں، اور دُودھ پینے والے کے فروع دودھ پلانے والی اور اس کے خاوند پر حرام ہیں، اور خود دودھ پینے والا اور اس کا زوج یا زوجہ دودھ پلانے والی اور اس کے زوج پر حرام ہیں، شرح وقایہ میں ایسے ہی ہے ص ۹۳ (ت)

اس عبارت سے واضح ہُوا کہ حرمتِ رضاعت رضیع کے لیے ثابت ہے، رضیع کی اولاد پر مرضعہ کی اولاد جائز ہے، بنابریں شخص مذکور کی اولاد اپنی ہمشیرہ کی اولاد پر حلال ہے، آپس میں ان کا نکاح درست ہے۔

الجواب

انّا للہ و انّا الیہ راجعون، انّا للہ و انّا الیہ راجعون، انّا للہ و انّا الیہ راجعون،

حرام قطعی حلال کردیا گیا، محارم سے زنا حلال کردیا گیا، چچا بھتیجی کا نکاح حلال کردیا گیا، پھوپھی بھتیجے کا نکاح حلال کردیا گیا، ماموں بھانجی کا عقد حلال کردیا گیا، خالہ بھانجے کا زنا حلال کردیا گیا، خلاصہ یہ ہے کہ گویا ماں بیٹے کا نکاح حلال کردیا گیا، باپ بیٹی کا زنا حلال کردیا گیا، لا الٰہ الّا اللہ ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ۔ اوّل یہ قیامت مراد آباد میں ایک وہابی خیال مولوی عالم صاحب نے اُٹھائی اور غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین مع ذریات نے اس پر مُہر لگائی، یہاں سے اس کا رَد ہوگیا، وُہ پرانا سیانا رجوع کرگیا۔ اور دوسرا فتوٰی اُس کی حرمت میں لکھا اور پہلے کا یہ عذر بدتر از گناہ پیش کیا کہ:

قبل ازیں فتوائے مولوی عالم صاحب کہ در حلت آں نوشتہ بودند براعتماد ایشاں بہ نظر سرسری

اس سے پہلے مولوی عالم صاحب کے فتوٰی پر جو کہ اس کے حلال ہونے میں انھوں نے لکھا تھا

---

[1] شرح وقایہ کتاب الرضاع مجتبائی دہلی ۲/ ۶۷

مُہرمن کردہ شد۔ ان پر اعتماد کرتے ہُوئے سرسری نظر سے میری مُہر لگادی گئی۔ (ت)

حلال وحرام خصوصاً معاملۂ فروج میں نظرِ سرسری کا عذر اپنی کیسی صریح بددیانتی اور آتشِ جہنم پر سخت جرأت و بیباکی کا کھُلا اقرار ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اجرؤکم علی الفتیا اجرؤکم علی النار[1] تم میں سے جو فتووں پر زیادہ جرأت کرتا ہے وہ آگ پر زیادہ جرأت کرتا ہے۔ (ت)

خیر یہ تو غیر مقلدی کے لازم بیّن سے ہے مگر "بر اعتماد ایشاں" نے انکے اجتہاد کی جان پر پُوری قیامت توڑدی۔ اے سبحان اللہ! مجتہدی کا دعوٰی اور ایک ادنٰی سے ادنٰی مقلد پر حلال وحرام میں یہ تکیہ بھروسا۔ اور اس "کردہ شد" کے لطف کو تو دیکھئے، کیا شرمایا ہُوا صیغۂ مجہول ہے، گویا انھوں نے خود اس پر مُہر نہ کی کوئی اور کر گیا، اللہ یوں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور ائمہ کے مقابلہ کا مزہ چکھاتا ہے نسأل اللہ العفو والعافیۃ (ہم اللہ تعالٰے سے معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ت) اس کی تفصیل اُسی زمانہ میں رسالہ سیف المصطفٰی علی ادیان الافترا میں لکھی گئی۔ دوبارا سی زنائے محارم کو حلال کرنے کی سخت اشد آفت کلکتہ سے اُٹھی، کوئی صاحب مولوی لطف الرحمٰن بردوانی ہیں انھوں نے جہان بھر کے تمام علماء کو مخاطب کرکے ایک عربی طویل سوال چھپوایا اور یہاں بھیجا، بفضلہٖ تعالٰے اُس کے جواب میں یہاں سے عربی رسالہ نقد البیان لحرمۃ ابنۃ اخی اللبان اعلٰی مباحث ودلائل فقہ ونصوص پر مشتمل تصنیف ہوکر بھیج دیا گیا، جس نے بحمد اللہ تعالٰی سارا اُبال بٹھاکر جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (حق آیا اور باطل زائل ہوا بیشک باطل زوال پذیر ہے۔ ت) کا نقشہ کھینچ دیا۔ اب سہ بارہ یہ بلائے عظیم لاہور سے اُٹھنے کو رہ گئی تھی، گویا ہر سولھویں سال اس وبال میں اُبال آتا ہے، پہلے ۱۲۹۸ھ میں اُٹھا پھر ۱۳۱۴ھ میں، اب ۱۳۳۰ھ میں۔ وہابیہ کو ایسے فتوے زیب دیتے تھے کہ اُن کے قلوب اوندھے کردئے جاتے ہیں مگر اس بار صدمہ سخت تر ہے کہ ہمارے بعض سُنّی علمائے اس میں شرکت کی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ابھی چند ہی مہینے تو ہُوئے کہ فقیر نے اس واقعہ ہائلہ نذیر حسین دہلوی کو اپنا رسالہ تازہ کاسر السفیہ الواھم فی ابدال قرطاس الدراھم میں ذکر کیا اور وہ چھپ کر شائع ہوگیا، احباب نے یا تو اُس ضروری تصنیف کو براہِ بے پرواہی ملاحظہ نہ فرمایا، یا اس قدر جلد بھُول گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فقیر از انجا کہ "نقد البیان" میں بہ تقریب

---

[1] کنز العمال حدیث ۲۸۹۶۱ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/۱۸۴

[2] القرآن الکریم ۱۷/ ۸۱

ازہاق اوہام بردوائی اس مسئلہ کی تحقیق بازغ کرچکا ہے، یہاں صرف چند نصوص ہندی کی چندی کرکے عرض کرے کہ کسی طرح اس دھوکے کا سدّباب تو ہو، آخر یہ فتنہ کتنی بار اُٹھے گا!

نص ۱: رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من النسب[1]۔ رواہ الائمۃ احمد والبخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجۃ عن ام المؤمنین الصدیقۃ و احمد و مسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

جو کچھ نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے۔ (اس کو ائمہ کرام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے اور امام احمد، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ت)

بھانجا بھانجی، بھتیجا بھتیجی نسب سے حرام ہیں یا نہیں؟ ضرور ہیں، تو دُودھ سے بھی قطعاً حرام ہیں، اور شک نہیں کہ اپنی نسبتی ماں کی رضاعی اولاد اپنی بہن بھائی ہے، تو اس اولاد کی نسبتی اولاد اپنے سے یہی رشتے رکھتی ہے۔ اسے یُوں سمجھئے مثلاً زید کی ماں ہندہ کا دودھ عمرو نے پیا، تو عمرو اور زید رضاعی بھائی ہوئے۔ اگر کہے نہ ہُوئے تو ہندہ مرضعہ کی بیٹی لیلٰی بھی عمرو رضیع کی بہن نہ ہوگی کہ جب ہندہ کا بیٹا زید عمرو کا بھائی نہ ہوا، تو ہندہ کی بیٹی لیلٰی کس رشتہ سے عمرو کی بہن ہوجائے گی حالانکہ وہ بہ نصِ قطعی قرآن عمرو کی بہن ہے۔

قال اللہ تعالٰی، وامھٰتکم الّٰتی ارضعنکم و اخواتکم من الرضاعۃ[2]۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا: تمہاری مائیں جنھوں نے تمھیں دُودھ پلایا اور تمھاری رضاعی بہنیں۔ (ت)

وعلٰی ہذا القیاس باقی صورتیں، اور جب مرضعہ کی سب اولاد رضیع کے بہن بھائی ہوگئے تو رضیع کی اولاد اولادِ مرضعہ کے لیے یقیناً اپنے بہن بھائی کی اولاد ہے اور اپنے بہن بھائی کی اولاد یقیناً قطعاً اجماعاً حرام ہے، تو پھوپھی بھتیجے یا چچا بھتیجی یا خالہ بھانجے یا ماموں بھانجی کا زنا کیونکر حلال ہوسکتا ہے! ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

نص ۲: صحیحین میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما اور صحیح مسلم میں امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے ہے، اُنھوں نے حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی: یارسول اللہ! حضور کے چچا حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی صاحبزادی قریش میں سب سے زائد خوبصورت نوجوان ہیں حضور چاہیں تو ان سے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۶۷

[2] القرآن الکریم ۴/۲۳

نکاح فرمالیں، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

انھا لا تحل لی انھا ابنۃ اخی من الرضاعۃ ویحرم من الرضاعۃ ما یحرم من الرحم[1]۔ وُہ میرے لیے حلال نہیں وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے، اور جو کچھ نسبی رشتہ سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے۔

دُوسری حدیث کے لفظ یہ ہیں:

اما علمت ان حمزۃ اخی من الرضاعۃ وان اللہ حرم من الرضاعۃ ما حرم من النسب[2]۔ تمھیں معلوم نہیں کہ حمزہ میرے دودھ شریک بھائی ہیں اور اللہ نے جو رشتے نسب سے حرام فرمائے وُہ دودھ سے بھی حرام فرمائے ہیں۔

صاف ارشاد ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔ جب بھائی نے اپنی بہن کا دودھ پیا وہ اپنی بہن کے بیٹے کا رضاعی بھائی ہوگیا تو اس کی بیٹی بہن کے بیٹے کے لیے کیونکر حلال ہوسکتی ہے!

نص ۳: نیز صحیحین میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے درہ بنت ابی سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے بارے میں فرمایا:

لو لم تکن ربیبتی ماحلت لی ارضعتنی واباھا ثویبۃ[3]۔ یعنی اول تو میری ربیبہ ہے کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی بیٹی ہے اور اگر ربیبہ نہ بھی ہوتی جب بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی کہ اس کے باپ ابوسلمہ میرے رضاعی بھائی ہیں مجھے اور اُن کو ثویبہ نے دُودھ پلایا ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم۔

یہ بھی اُسی طرح نص صریح ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے۔

نص ۴ و ۵: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں شرح السنۃ امام بغوی رحمۃ اللہ تعالٰی سے شرح حدیث اول میں ہے،

فی الحدیث دلیل علی ان حرمۃ الرضاع کحرمۃ النسب فی المناکح فاذا ارضعت المرأۃ رضیعا یحرم علی الرضیع واولادہ من یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ نکاحوں کے بارے میں دودھ اور نسب کی حرمت ایک سی ہے، تو جب کوئی عورت کسی بچّہ کو دُودھ پلائے تو اس رضیع اور

---

[1] صحیح مسلم — کتاب الرضاع — قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۶۷

[2] مسند امام احمد — " — دارالفکر بیروت ۱/۲۷۵

[3] صحیح مسلم — " — قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۶۸

اقارب المرضعة کل من یحرم علی ولدھا من النسب[1] — رضیع کی اولاد پر مرضعہ کے وُہ سب رشتہ دار حرام ہوجائیں گے جو مرضعہ کی نسبی اولاد پر حرام ہیں۔

یہ عام نص صریح ہے کہ رضیع کی تمام اولاد پر مرضعہ کی تمام اولاد حرام ہے۔

نص ۶: تفسیر نیشاپوری میں دُودھ کی بھتیجیوں بھانجیوں کے بیان میں ہے:

کذلک بنات من ارضعت امک[2] — یعنی اسی طرح جس کو تیری ماں نے دُودھ پلایا۔ وُہ مرد تھا تو اس کی بیٹیاں تیری بھتیجیاں ہوگئیں، اور عورت تھی تو اس کی بیٹیاں تیری بھانجیاں ہوگئیں اور یہ سب بنت الاخ و بنت الاخت میں داخل اور حرام ہیں۔

نص ۷: مستخلص شرح کنز میں ہے:

تحرم زوجۃ الرضیع علی زوج المرضعۃ و کذا بناتہ و بنات بناتہ علی زوج المرضعۃ و ابنائہ کذا فھم من شرح الوقایۃ[3] — یعنی رضیع کی بی بی مرضعہ کے شوہر پر حرام ہے یونہی رضیع کی بیٹیاں نواسیاں مرضعہ کے شوہر اور اس کے بیٹوں پر حرام ہیں، شرح وقایہ کا مفاد یہی ہے۔

نص ۸: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث کہ صحیحین بخاری و مسلم میں ہے:

جاء عمی من الرضاعۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ عمک فلیلج علیک[4] ھذا مختصر — میرے رضاعی چچا آئے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: دُودھ کا چچا بھی چچا ہے، اُن سے پردہ کی حاجت نہیں۔ (مختصراً)

شیخ محقق نے لمعات میں رضاعی چچا کی یہ تفسیر فرمائی:

بان ام ابیھا ارضعتہ او امہ ارضعت اباھا[5] — یعنی دُودھ کے چچا یُوں کہ یا تو ام المومنین کی دادی نے انھیں دُودھ پلایا یا اُن کی ماں نے ام المومنین کے باپ کو دودھ پلایا۔

یہ صورت دوم تصریح صریح ہے کہ اپنی ماں نے جسے دُودھ پلایا اس کی بیٹی اپنی بھتیجی اور محرم ہے۔

---

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ — باب المحرمات — مکتبہ امدادیہ ملتان — ۶/۲۳-۲۲۲

[2] غرائب القرآن (نیشاپوری) — حرمت علیکم امھاتکم کے تحت — مصطفی البابی مصر — ۵/۸

[3] مستخلص الحقائق — کتاب الرضاع — دلی پرنٹنگ ورکس دہلی — ۲/۹۹

[4] صحیح مسلم — " — قدیمی کتب خانہ کراچی — ۱/۴۶۶

[5] لمعات التنقیح

نص ۹ و ۱۰: امام اجل ابوزکریا نووی شرح صحیح مسلم اور امام بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں شوہرِ مرضعہ کی نسبت فرماتے ہیں:

واللفظ للنووی فمذھبنا ومذھب العلماء کافۃ ثبوت حرمۃ الرضاع بینہ وبین الرضیع ویصیر ولدالہ ویکون اولاد الرضیع اولاد الرجل[1] (ملخصًا)

امام نووی کے الفاظ میں ہمارا اور تمام علماء کا مذہب یہ ہے کہ رضیع اور شوہرِ مرضعہ میں حرمتِ رضاعت ثابت ہوجاتی ہے، رضیع اس کا بچہ ہوجاتا ہے اور رضیع کی اولاد اس شخص کی اولاد ہوجاتی ہے۔

یعنی اولادِ رضیع جس طرح مرضعہ کی پوتا پوتی نواسا نواسی باجماع قطعی ہے یونہی باجماعِ مذاہبِ اربعہ جملہ ائمہ وفقہاء وہ شوہرِ مرضعہ کے بھی پوتے نواسے ہیں، اور باجماعِ امت مرد مرا اپنے ماں باپ کے پوتا پوتی نواسا نواسی اپنے لیے حرام قطعی اور اپنے بھتیجا بھتیجی بھانجا بھانجی ہیں۔

نص ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴: فتح القدیر، بحرالرائق، طحطاوی، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ وغیرہا میں ہے:

انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم احال مایحرم من الرضاع علی مایحرم من النسب ومایحرم من النسب مایتعلق خطاب تحریمہ بہ وقد تعلق بما قد عبرعنہ بلفظ الامھات والبنات واخواتکم وعماتکم وخالاتکم وبنات الاخ وبنات الاخت فماکان من مسمی ھذہ الالفاظ متحققا من الرضاع حرم فیہ[2]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دودھ کی حرمتوں کو نسب کی حرمتوں پر حوالہ فرمایا کہ جو نسب سے حرام ہے دودھ سے بھی حرام ہے، اور نسب سے وہ حرام ہیں جن سے خطابِ الٰہی تحریم کے ساتھ متعلق ہوا، اور وہ اُن سے متعلق ہوا ہے، جن پر ماں اور بیٹی اور بہن اور پھوپھی اور خالہ یا بھائی کی بیٹی یا بہن کی بیٹی کا لفظ صادق آئے، تو دودھ کے رشتوں میں جن جن پر یہ لفظ صادق آئیں وہ بھی حرام ہیں۔

ظاہر ہے کہ اپنی ماں نے جسے دودھ پلایا اس پر بہن یا بھائی کا لفظ صادق ہے اور اس لیے وہ اپنے اوپر حرام ہے تو اس کی اولاد پر اپنے بھائی یا بہن کے بیٹے بیٹی کا لفظ صادق ہے لاجرم وہ بھی قطعًا حرام ہیں۔

نص ۱۵: فتاوٰی بزازیہ میں ہے:

الاصل الکلی فی الرضاع ان کل امرأۃ

یعنی دودھ کے رشتوں میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اُس

---

[1] شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم کتاب الرضاع قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۶۶

[2] بحرالرائق کتاب الرضاع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۳/۲۲۶-۲۲۵

انتسبت الیك او انتسبت الیہا بالرضاع او انتسبتا الی شخص واحد بلا واسطۃ او احدھما بلا واسطۃ والاٰخر بواسطۃ فھی حرام[1]

سے چار قسم کی عورتیں حرام ہیں اول وہ جو دودھ کے سبب تیری طرف منسوب ہو، یعنی تیری بیٹی پوتی نواسی کھلائے یہ رضاعی بیٹی ہوئی۔ دوسرے وہ کہ دودھ کے سبب تو اُس کی طرف منسوب ہو یعنی اس کا بیٹا پوتا نواسا ٹھہرے یہ رضاعی ماں ہوئی۔ تیسرے وہ کہ تُو اور وُہ دونوں ایک شخص کے بیٹا بیٹی قرار پائیں، یہ رضاعی بہن بھائی ہوئے۔ چوتھے وہ کہ تم میں ایک تو اس شخص کا بیٹا یا بیٹی ٹھہرے اور دوسرا اُس شخص کا پوتا پوتی نواسا نواسی یہ رضاعی خالہ پھوپھی بھتیجی بھانجی ہوئے۔ اور اگر تو پوتا نواسا ہے اور وُہ بیٹی تو وُہ تیری پھوپھی یا خالہ ہوئے، شک نہیں کہ صورتِ مسئولہ میں دُودھ پلانے والی بہن کی اولاد بلاواسطہ اس کے بیٹا بیٹی ہے اور دُودھ پینے والے بھائی کی اولاد اُس مرضعہ بہن کی پوتا پوتی، تو یہ تحریم کی خاص چوتھی صورت ہے۔

نص ۱۶: برجندی شرح نقایہ میں ہے:

بنت الاخ تشمل البنت النسبیۃ للاخ الرضاعی[2]۔

رضاعی بھائی کی بیٹی بھی بھتیجی میں داخل ہے۔

نص ۱۷ و ۱۸: شرح وقایہ و درر شرح غرر میں ہے:

بنت الاخت تشمل البنت النسبیۃ للاخت الرضاعیۃ[3]۔

رضاعی بہن کی بیٹی بھی بھانجی میں داخل ہے۔

نص ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵: متون معتمدہ مذہب کنز الدقائق، وقایہ، نقایہ، اصلاح، غرر، ملتقی، تنویر میں ہے:

واللفظ للغرر حرم تزوج اصلہ وفرعہ واختہ وبنتہا وبنت اخیہ والکل رضاعًا[4] (ملخصًا)

(غرر کے الفاظ ہیں) یعنی آدمی پر اس کے اصول وفروع اور بہن اور بہن کی بیٹی اور بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے، اور یہ سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں۔

---

[1] فتاوٰی بزازیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیۃ الرابع فی الرضاع نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۱۱۵

[2] شرح نقایہ للبرجندی کتاب النکاح مطبع منشی نولکشور لکھنؤ ۲/ ۶

[3] شرح وقایہ کتاب النکاح ” مجتبائی دہلی ۲/ ۱۲

درر شرح غرر ” ” احمد کامل الکائنۃ فی دار سعادت بیروت ۱/ ۳۳۰

[4] الدرر الحکام شرح غرر الاحکام ” ” ” ” ” ” ۱/ ۳۰-۳۲۹

نص ۲۶ : یونہی متن وافی میں لایحل للرجل ان یتزوج بامہ و بنتہ واختہ وبنات اختہ و بنات اخیہ فرماکر شرح کافی میں فرمایا :

اعلم ان من ذکرنا من المحرمات من اول الفصل الی ھنا تحرم من الرضاع ایضا۔[1]

یعنی ماں اور بیٹی اور بہن اور بھانجی اور بھتیجی حرام ہیں اور یہ جتنی محرمات شروع سے یہاں تک ہم نے ذکر کیں سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں۔

نص ۲۷ : تبیین الحقائق میں ہے :

یحرم علیہ جمیع من تقدم ذکرہ من الرضاع وھی امہ و اختہ وبنات اخوتہ الخ۔[2]

یعنی جتنی عورتیں مذکور ہوئیں سب دودھ کے رشتہ سے بھی حرام ہیں رضاعی ماں اور بیٹی اور بہن اور رضاعی بہن اور بھائی کی بیٹیاں۔

نص ۲۸ : درمختار میں ہے :

حرم علی المتزوج ذکرا او انثی اصلہ وفرعہ وبنت اخیہ واختہ وبنتہا والکل رضاعا۔[3]

یعنی ہر مرد و عورت پر اس کے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی، بھتیجا بھتیجی، بہن اور بھائی بہن کے بیٹا بیٹی خواہ یہ رشتے نسب سے ہوں یا دودھ سے، حرام ہیں۔

نص ۲۹ : جوہرہ نیرہ میں ہے :

کذلک بنات اخیہ وبنات اختہ من الرضاعۃ لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔[4]

یعنی نسبی کی طرح رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں بھی حرام ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو نسب سے حرام ہے وہ دودھ سے بھی حرام ہے۔

ان تمام نصوص جلیلہ میں بالاتفاق بلاخلاف صاف صاف واشگاف تصریحیں فرمائیں کہ رضاعی بھائی بہن کی بیٹیاں، بھانجی، بھتیجی نسبی کی طرح حرام قطعی ہیں، اور شک نہیں کہ اخوت رشتہ متکررہ ہے کہ دونوں

---

[1] کافی شرح وافی

[2] تبیین الحقائق	فصل فی المحرمات	مطبع الکبری الامیریہ مصر	۲/ ۱۰۳
[3] درمختار	" " "	" مجتبائی دہلی	۱/ ۱۸۷
[4] الجوہرۃ النیرہ	کتاب النکاح	مکتبہ امدادیہ ملتان	۲/ ۶۸

طرف سے یکساں قائم ہوتا ہے، جس طرح مرضعہ کا بیٹا رضیع کا بھائی ہوا۔ واجب کہ یُوں ہی رضیع پسر مرضعہ کا بھائی ہو۔ یہ محال ہے کہ زید تو عمرو کا بھائی ہو اور عمرو زید کا بھائی نہ ہو اور جب رضیع اولادِ مرضعہ کا یقیناً اجماعاً بھائی ہے جس سے انکار کسی ذی عقل بلکہ فہیم بچّہ کو بھی متصور نہیں، اور جملہ ائمہ و نصوص مذہب صریح قطعی تصریحیں فرما رہے ہیں کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے تو رضیع کی اولاد مرضعہ کی اولاد کے لیے کیونکر حلال ہوسکتی ہے، یہ یقیناً نصوص قطعیہ و اجماع اُمّت کے خلاف ہے۔ ائمہ نے صاف ارشاد فرمایا ہے کہ رضاعی بھائی کی بیٹی حرام ہے اور رضیع اور پسرِ مرضعہ دونوں یقیناً آپس میں رضاعی بھائی ہیں، تو ان میں ہر ایک کی بیٹی دوسرے پر حرام قطعی ہے، کیا کوئی عاقل یہ بھی گمان کرسکتا ہے کہ ایک بھائی کی بیٹی تو دوسرے پر حرام ہو اور اس دوسرے بھائی کی بیٹی اس بھائی کے لیے حلال ہو۔ شرع، عرف، عقل، نقل کسی میں بھی اس لغو بیہودہ فرق کی گنجائش ہوسکتی ہے؟ حاشا ہرگز نہیں۔

نص ۔ ۳۰ : شرح وقایہ میں فرمایا : ؎

از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند　　و ز جانب شیر خوارہ زوجان و فروع[1]

(دُودھ پلانے والی کی جانب سے تمام رشتے حرام ہوں گے اور شیر خوار کی جانب سے وُہ اور اس کا زوج یا زوجہ اور اس کے فروع حرام ہوں گے۔ ت)

یہ شعر نقایہ و شرح الکنز للملا مسکین میں بھی مذکور ہے۔ فاضل چلپی و فاضل قرہ باغی محشیانِ شرح وقایہ و علامہ برجندی شارح نقایہ نے تو اس پر ایک حرف بھی نہ لکھا اور علامہ قہستانی نے دو سطریں فارسی میں لکھ دیں جن سے ظاہری الفاظ کے سوا مغزِ مطلب کی کچھ توضیح نہ ہُوئی[2] اور علامہ سیّد ابو السعود ازہری نے فتح اللہ المعین میں آدھی سطر اس کے ترجمہ عربی کی لکھی جو شعر کے صرف ایک مصرع کا بھی آدھا ہی ترجمہ ہے جب کہ[3]

[2] حیث قال یعنی شیر دہندہ و شوہرش با فرزندان و پدران و مادران و خواہرانِ ایشاں خویش شیر خوارہ شوند و شیر خوارہ و زنش یا شوہرش با فرزندان خویش شیر دہندہ و شوہرش شوند ۱۲ منہ (م)

یُوں کہا یعنی دُودھ پلانے والی اور اس کا خاوند، ان کی اولاد، والدین، بھائی اور ان کی بہنیں شیر خوار کے رشتہ دار ہوں گے اور دُودھ پینے والا اس کی بیوی یا خاوند، اولاد سمیت دودھ پلانے والی اور اس کے خاوند کے رشتہ دار ہوں گے ۱۲ (ت)

[3] حیث قال معنی البیت ان زوجات الرضیع وفروعہ یحرمن علی ابیہ ۱۲ منہ (م)

یوں کہا شعر کا معنیٰ یہ ہے کہ دُودھ پینے والے کی بیویاں اور اس کی اولاد اپنے رضاعی باپ پر حرام ہیں ۱۲ (ت)

[1] شرح وقایہ　کتاب الرضاع　مطبع مجتبائی دہلی　۲/ ۶۷
[2] جامع الرموز للقہستانی　کتاب الرضاع　مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران　۱/ ۵۰۱
[3] فتح المعین　فصل فی المحرمات　ایچ ایم سعید کمپنی کراچی　۲/ ۱۳

متاخر لکھنوی صاحب نے بھی عمدۃ الرعایہ میں نرے ترجمہ پر قناعت کی، فقط ایک حرف زائد کیا وہ بھی غلط۔

حیث قال مفاد المصرع الاول ان من جانب المرضعۃ وکذا زوجھا یکون الکل ذا قرابۃ من الرضیع ای الذین لھم قرابۃ محرمۃ من النسب فیدخل فیہ المرضعۃ وزوجھا و اقرباؤھما ومفاد المصرع الثانی ان من جانب الرضیع انما یثبت القرابۃ للمرضعۃ و زوجھا من فرعہ واحد زوجیۃ[1] انتہی۔

انھوں نے یُوں کہا پہلے مصرع کا مفاد یہ ہے کہ دودھ پلانے والی اور اس کے خاوند کی جانب سے تمام رشتے دُودھ پینے والے کے قریبی ہوں گے یعنی ان کے وُہ رشتے جو نسبی طور پر حرام ہوتے ہیں، تو اس میں دُودھ پلانے والی اور اس کا خاوند اور ان دونوں کے اقرباء داخل ہوں گے۔ اور دوسرے مصرع کا مفاد یہ ہے کہ دودھ پینے والے کی جانب سے دودھ پلانے والی اور اس کے زوج پر تمام فروع اور اس کے زوج یا زوجہ کی قرابت ثابت ہوگی' انتہی (ت)

ظاہر ہے یہ محض ترجمہ ہے، صرف اتنا زائد ہے کہ ہمہ سے مراد محارم نسبی ہیں، یہ غلط ہے بلکہ ماں باپ کے جتنے علاقہ والے اولاد پر حرام ہوتے ہیں نسبی ہوں خواہ رضاعی خواہ صہری 'وہ خود ماں باپ کے محارم ہوں یا نہ ہوں' جہاں جہاں معنی محرم فی النسب موجود ہو سب مراد ہیں، مثلاً رضاعی ماں باپ کے رضاعی ماں باپ بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی رضیع و رضیعہ پر حرام ہیں حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم رضاعی ہیں نہ کہ نسبی' یوں ہی رضاعی ماں باپ کے سوتیلے ماں باپ رضیع و رضیعہ پر حرام ہیں کہ وُہ رضیع کے رضاعی نانا دادا کی بیبیاں ہیں اور رضیعہ کے رضاعی نانی دادی کے شوہر حالانکہ وہ رضاعی ماں باپ کے محارم صہری ہیں نہ کہ نسبی۔ یونہی رضاعی باپ کے دوسری بی بی رضاعی ماں کا دوسرا شوہر رضیع و رضیعہ پر حرام ہیں کہ وُہ ان کے سوتیلے ماں باپ ہیں حالانکہ وُہ رضاعی ماں باپ کے محارم ہی نہیں بلکہ حلیل و حلیلہ ہیں، تو قرابت محرم مراد و نسبیہ دونوں قیدیں غلط ہیں بلکہ سرے سے لفظ قرابت ہی ٹھیک نہیں کہ مصرع اول میں لفظ ھمہ مرضع و مرضعہ کے زوجین کو بھی یقیناً شامل، اور زوجیت داخلِ قرابت نہیں۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے:

امک من الرضاع کل انثی ارضعتک او ارضعت من ارضعتک[2]

تیری رضاعی ماں سے مراد یہ ہے کہ ہر وُہ عورت جس نے تجھے یا تیری رضاعی ماں کو دُودھ پلایا ہو(ت)

ہندیہ میں ہے:

المحرمات بالصھریۃ اربع فرق الرابعۃ

نکاح کی وجہ سے محرّمات کے چار گروہ ہیں، چوتھا

---

[1] عمدۃ الرعایۃ حاشیۃ شرح الوقایۃ کتاب الرضاع مجتبائی دہلی ۲/ ۶۷

[2] غرائب القرآن (نیشاپوری)، تحت آیۃ حرمت علیکم امھاتکم الخ مصطفی البابی مصر ۵/ ۸

نساء الآباء والاجداد من جهة الاب و الام وان علوا کذا فی الحاوی القدسی[1]۔

ماں باپ کی طرف سے سگے باپ دادوں کی بیویاں اگرچہ یہ باپ دادے اوپر تک ہوں۔ حاوی القدسی میں ایسے ہی ہے۔ (ت)

پھر لکھا:

المحرمات بالرضاع کل من تحرم بالقرابۃ و الصھریۃ کذا فی محیط السرخسی[2]۔

رضاعی محرمات وُہ تمام جو قرابت اور نکاح سے حرام ہوتے ہیں، محیط سرخسی میں یوں ہی ہے۔ (ت)

تبیین الحقائق میں ہے:

لایجوز لہ ان یتزوج بامہ ولا بموطوءۃ ابیہ ولا ببنت امرأتہ کل ذٰلک من الرضاع[3]۔

اس کو یہ جائز نہیں کہ وُہ ماں، باپ کی وطی کردہ (بیوی) اور اپنی بیوی کی بیٹی ان رضاعی رشتوں سے نکاح کرے۔ (ت)

غرض فقیر نے نہ دیکھا کہ اس شعر کا ایضاح کسی نے کیا ہو، اور اہلِ زمانہ کو اُس کی فہم میں دقتیں بلکہ سخت لغزشیں ہوتی ہیں لہذا بقدرِ حاجت اس کی شرح کردینی مناسب۔

فاقول وباللہ التوفیق (پس میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) اصل علّتِ حرمت جزئیت ہے کہ نسب میں ظاہر اور رضاع میں کرامتِ انسان کے لیے شرع کریم نے معتبر فرمائی اور عرف میں بھی معروف و مشتہر ہُوئی جس کے لحاظ سے امھٰتکم التی ارضعنکم فرمایا اور زوجیت کا مرجع بھی جانبِ جزئیت ہے کما حققہ فی الھدایۃ والکافی والتبیین وغیرھا (جیسا کہ ہدایہ، کافی اور تبیین وغیرہ میں تحقیق ہے۔ ت) مگر زوجیت میں اُس کا تحقق نہایت غوض میں ہے کہ مدارک عامہ اُس تک وصول سے قاصر، لہذا صاحبِ ضابطہ نے شعر میں دو علاقے رکھے، ایک زوجیت دوسرا جزئیت، عام ازیں کہ نسبًا ہو یا رضاعًا، پھر دو شخصوں میں علاقہ جزئیت کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اُن میں ایک دوسرے کا جزء ہو، دوسرے یہ کہ دونوں تیسرے کے جزء ہوں۔ صورتِ اُولٰی میں دو قسمیں پیدا ہوئیں: اصول جن کا تُو جزء ہے یعنی باپ، دادا، نانا، ماں، دادی، نانی جہاں تک بلند ہوں نسبًا خواہ رضاعًا۔ اور فروع، جو تیرے جزء ہیں یعنی بیٹا، پوتا، نواسا، بیٹی، پوتی، نواسی جہاں تک نیچے جائیں۔ اور صورتِ ثانیہ میں تین صورتیں ہیں:

---

[1] فتاوٰی ہندیہ | کتاب النکاح | فی بیان المحرمات | نورانی کتب خانہ پشاور | ۱/ ۲۷۴

[2] ؏ ؏ ؏ | ۱/ ۲۷۷

[3] تبیین الحقائق | کتاب الرضاع | مطبع الکبرٰی الامیریہ مصر | ۲/ ۱۸۳

(۱) دونوں ثالث کے جزو قریب ہوں، یہ عینی یا علاتی یا اخیافی بھائی یا بہنیں یا بہن بھائی ہوئے، عام ازیں کہ دونوں اس کے جزو نسبی ہوں یا دونوں رضاعی یا ایک نسبی ایک رضاعی۔

(۲) اُن میں ایک تو ثالث کا جزو قریب ہو اور دُوسرا بعید۔ یہ اُنھی تعمیموں کے ساتھ عمومت اور خؤلت کا رشتہ ہوا، جزو قریب اپنے یا اپنے باپ یا ماں یا دادا یا دادی یا نانا نانی کے چچا ماموں خالہ پھوپھی، اور جزو بعید اُنھی نسبتوں پر اُن کے مقابل بھتیجا بھانجا بھتیجی بھانجی۔

(۳) دونوں ثالث کے جزو بعید ہوں جیسے ایک شخص کا پوتا اور نواسی۔ یہ تیسری صُورت تحریم سے ساقط ہے خالص نسب میں بھی حلال ہے تو حرمت میں چار صورتیں ہیں:

اوّل[۱] اصل، دوم[۲] فرع۔ یہ دونوں کتنے ہی نزدیک یا دُور ہوں تو فروع میں فروع الفروع اور فروع فروع الفروع لا الیٰ نہایہ سب داخل ہیں۔ یُونہی اصول میں اصول الاصول اور اصول اصول الاصول الیٰ غایۃ المنتہیٰ۔ سوم[۳] اصل قریب کی فرع اگرچہ بعید ہو جیسے ماں یا باپ کی پوتی نواسی اور ان کی اولاد و اولادِ اولاد چہارم[۴] اصل بعید کی فرع قریب جیسے پھوپھی کہ دادا کی بیٹی ہے یا خالہ کے نانا کی یا دادا کی پھوپھی کہ پردادا کے باپ کی بیٹی ہے یا اس کی خالہ کہ دادا کے نانا کی بیٹی ہے وقس علیہ (اور قیاس اسی پر ہے۔ ت) چار یہ اور پانچواں علاقہ زوجیت انھیں شیردہ اور شیرخوارہ ہر ایک کی طرف نسبت کرنے سے دس ہُوئے۔ پھر اصل تعلق رضیع اور مرضعہ میں پیدا ہوتا ہے، رضیع اس کا جزو ہوتا ہے، اور مرضعہ اس کی اصل، اور جب وُہ ماں ہُوئی تو جس مرد کا دُودھ تھا وُہ ضرور باپ ہوگیا، اور اُن کے فروع قریبہ اس کے اصل قریب کے فرع قریب اور فروع بعیدہ اس کے اصل قریب کے فرع بعید، اور اُن کے اصول اس کے اصول کہ اصل کی اصل اصل ہے۔ لاجرم جانب شیردہ سے سب علاقے متحقق و موجبِ تحریم ہُوئے، مگر فرع کی اصل نہ اپنی اصل ہونا لازم نہ فرع تو شیرخوارہ کے اصول کو شیردہ سے کچھ تعلق نہ ہوا، اور جب خود اصول غیر متعلق رہے تو اصول کے فروع قریبہ یا بعیدہ اس حیثیت سے کہ اُن اصول کے فروع ہیں کیا علاقہ رکھیں گے کہ اُن کا علاقہ تو بواسطہ اصول ہوتا، وُہ خود بے تعلق ہیں، ہاں فرع کی فرع ضرور فرع ہوتی ہے تو جانب شیرخوارہ سے صرف دُو[۲] علاقے ثابت و باعثِ حرمت ہوئے۔

زوجیت و فرعیت — اب ان کی تفصیل اور ہر ایک میں معنے خویش شوند سمجھئے (**از جانب شیردہ**)

اوّل زوجین یعنی مرضعہ کا شوہر کہ یہ دُودھ جو رضیعہ نے پیا اُس کا نہ تھا دوسرے شوہر کا تھا، یا مرضع کی زوجہ کہ رضیع نے اسکا دودھ نہ پیا بلکہ دوسری زوجہ کا، یا مرضع و مرضعہ کے اصول میں نزدیک و دور کسی کی زوج و زوجہ کہ سلسلۂ شیر ان سے نہ ہو، یہ سب رضیع و رضیعہ پر حرام ہیں اور یہاں **خویش شوند** کے معنے یہ ہیں کہ وُہ رضیعین کے سوتیلے ماں باپ یا سوتیلے دادا دادی نانا نانی ہوگئے۔

دوم اصل کہ خود مرضع و مرضعہ ہیں یعنی وُہ عورت جس نے دُودھ پلایا اور وُہ مرد جس کا یہ دودھ تھا اور اُن کے

اصول نسبی و رضاعی پدری و مادری منتہی تک اور یہاں خویش کے یہ معنے ہیں کہ مرضع و مرضعہ رضیعین کے ماں باپ ہوگئے اور اُن کے اصول ان کے سگے دادا دادی نانا نانی۔

سوم فرع کہ خود رضیعین ہیں اور رضیعین کے جملہ فروع نسبی و رضاعی پسری و دختری انتہا تک، اور یہاں یہ معنے کہ یہ سب مرضع و مرضعہ کے بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی ہوگئے۔

چہارم اصل قریب کی فرع یعنی مرضعین کے نسبی، رضاعی فروع و فروع الفروع آخر تک اور یہاں یہ معنی کہ یہ سب رضیعین کے بہن بھائی، بھتیجا بھتیجی، بھانجا بھانجی ہوگئے۔ پھر وہ اگر مرضع و مرضعہ دونوں کی فرع و فرع الفرع ہیں تو عینی اور صرف مرضع کے فروع ہیں تو علاتی اور صرف مرضعہ کے تو اخیافی۔

پنجم اصل بعید کی فرع قریب یعنی مرضعین کے اصول و اصول الاصول نسبی و رضاعی کے فروع قریب نسبی خواہ رضاعی، اور یہاں یہ معنے کہ یہ سب رضیعین یا رضیعین کے اصول رضاعی کے چچا ماموں پھوپھی خالہ ہوگئے۔

(**ازجانب شیرخوارہ**) **اوّل** زوجین یعنی رضیع کی زوجہ اور رضیعہ کا شوہر یا رضیع و رضیعہ کے فروع نسبی و رضاعی میں کسی کے زوج و زوجہ کہ یہ سب مرضعین پر حرام ہوگئے، اور یہاں یہ معنے کہ وہ مرضعین کے دُور یا نزدیک کے داماد اور بہو ہوگئے۔

دوم فرع کہ رضیعین کی تمام اولاد و اولاد اولاد جہاں تک جائے نسبی ہو یا رضاعی، سب مرضعین کی اولادِ اولاد ہوگئے، مگر رضیعین کے اصول یا فروع قریبہ و بعیدہ اصول کو مرضعین سے کچھ علاقہ نہ ہوا۔ الحمد للہ شعر کے یہ معنے ہیں۔ ان تمام تاصیلات و تفریعات پر کہ ہم نے ذکر کیں اگر نصوص لائیں موجبِ اطالت ہو اور حاجت نہیں کہ اوّل تو بحمد اللہ تعالٰی یہ سب مسائل خادمِ فقہ پر خود ظاہر، ثانیاً ان پر نصوص کتب مذہب میں دائر و سائر۔ والحمد للہ فی الاول والاٰخر مسئلہ نے بحمد اللہ تعالٰی وضوحِ تام پایا۔ اب فتوائے خلاف کی طرف چلئے اگرچہ حاجت نہ رہی:

اوّلاً اس تشریح سے کھُل گیا کہ یہ شعر تحریم صورت مسئولہ میں نص صریح تھا جسے برعکس دلیل تحلیل گمان کیا گیا، کاش اتنا ہی خیال کرلیا جاتا کہ جانب شیرخوارہ سے فروع کا خویش مرضعین ہوجانا کیا معنے دے رہا ہے فروع شیرخوارہ شیردہ کے خویش ہوجانے میں کوئی معنے محتمل ہی نہیں سوا اس کے کہ شیرخوارہ کی اولاد شیردہ کی اولادِ اولاد ہوگئی، پھر وہ اولادِ شیردہ پر کیونکر حلال ہوسکتی ہے، کون سی شریعت میں ہے کہ اپنے ماں باپ کی پوتی نواسی اپنے لیے حلال ہو جس بچہ سے چاہے پُوچھ دیکھئے کہ ماں باپ کی پوتی اپنی بھتیجی ہوتی ہے اور نواسی اپنی بھانجی اور تمام جہان جانتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ میں بھتیجی اور بھانجی حرام قطعی ہیں۔ سُوئے اتفاق سے یہ گمان ہُوا کہ فروع شیرخوارہ کو شیردہ کے خویش بتایا ہے نہ کہ اولادِ شیردہ کے، اور نہ جانا کہ یہاں شیردہ کے خویش ہونے کو اولادِ شیردہ کے لیے خویش ہونا قطعاً لازم بیّن ہے، یہ کیونکر متصور کہ آدمی کی ماں باپ کی اولاد

اپنی کوئی نہ ہو، رشیرہ کی طرف اضافت بوجہ اصالت ہے کہ اول اُسی کے لیے ثابت ہو کر باقیوں کی طرف سرایت کرتی ہے۔ محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا:

حقیقۃ الحال ان حقیقۃ البعضیۃ تثبت بین المرضعۃ والرضیع فاثبتت حرمۃ الابنیۃ ثم انتشرت لوازم تحریم الولد[1]۔

حقیقت حال یہ ہے کہ دُودھ پلانے اور دودھ پینے والوں کے درمیان جزئیت حقیقیہ پائی جاتی ہے جو ابنیت کی حُرمت کو ثابت کرتی ہوئی بچّے کی تحریم کے تمام لوازمات میں پھیل جاتی ہے۔ (ت)

ثانیاً کاش مفتی نے اپنی ہی عبارت کو شعر سے ملا کر دیکھا ہوتا تو بہ نگاہِ اولین کھل جاتا کہ دونوں طرفین نقیض پر ہیں۔ شعر تو صاف بتا رہا ہے کہ حرمت رضاعت رضیع کی طرف زوجین وفروع رضیع کو شامل ہوتی ہے اور آپ کہتے ہیں خاص رضیع کے لیے ہوتی ہے رضیع کے فروع کے لیے نہیں ہوتی صاف صاف نفی واثبات کا خلاف ہے اس کی نظیر اس سے بہتر کیا ہوسکتی ہے کہ زید کے بیٹے کے لیے ماں حلال ہے اس لیے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

حرمت علیکم امھٰتکم[2] (تم پر تمھاری مائیں حرام کی گئی ہیں۔ ت)

ثالثاً آگے تفریع میں فرماتے ہیں: "پس فروع رضیع پر فروعِ مرضعہ ہرگز حرام نہیں۔" آپ کی اس اصل بے اصل کی یہ پُوری تفریع نہ ہوئی، جب آپ کے نزدیک حرمت رضاعت جانب رضیع میں صرف رضیع کی ذات پر مقصور ہے، اس کے اصول کی طرح فروع کو بھی شامل نہیں، تو تفریع یوں کیجئے کہ فروع رضیع خود مرضع و مرضعہ پر بھی حرام نہیں جس طرح اصولِ رضیع ان پر حرام نہیں، وہاں تک تو بھانجی بھتیجی حلال ہوئی تھی اب پوتی نواسی حلال ہوگئی۔

رابعاً عبارتِ شرح وقایہ کا جو مفاد ٹھہرایا کاش اتنا ہی ہوتا کہ عبارت اس سے بے علاقہ محض ہوتی مگر زنہار ایسا نہیں بلکہ عبارت یقیناً قطعاً اس کا رَد کررہی ہے عبارت جس شے کی خاص حرمت بیان کرنے کو لکھی گئی، اس اختراعی مفاد نے وہی حلال کردی جیسا کہ بحمد اللہ تعالٰی آفتاب سے زیادہ روشن ہوگیا، آخر نہ دیکھا کہ نص ہفتم میں متخلص نے عبارتِ شرح وقایہ کا کیا مطلب ٹھہرایا۔

خامساً بلکہ نص ۱۱ و ۲۱ میں دیکھئے کہ خود امام شارح وقایہ نے کیا فرمایا اور اپنا مطلب کیا بتایا۔ الحمدللہ اس روشن مسئلہ کا روشن تر کرنا جس طرح مقصودِ فقیر تھا کہ ہر ہر بات سمجھ کر کے پڑھا دی جائے بوجہ اتم

---

[1] فتح القدیر کتاب الرضاع مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۳۱۴

[2] القرآن الکریم ۴/ ۲۳

حاصل ہوگیا، احباب پر تو یہ سخت شدید عظیم فرض ہے، السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ (پوشیدہ کی پوشیدہ اور علانیہ کی علانیہ۔ت) معاملہ حرام قطعی کا ہے جس سے اغماض ناممکن تھا، رجوع الی الحق میں عار نہیں بلکہ تمادی علی الباطل میں۔ اور معاذ اللہ اس باطل و مہمل فتوے پر عمل ہو کر اگر نکاح ہوگیا تو یہ زنا اور زنا بھی کیسا زنائے محارم۔ اس کا عظیم وبال تمام فتوٰی دہندوں پر رہے گا، اور ہر حرکت ہر بوسہ ہر مس کے وقت روز انہ رات دن میں خدا جانے کتنے کتنے بار یہ کبائر و جرائم ان سب کے نامۂ اعمال میں ثبت ہوتے رہیں گے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

من اُفتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ[1]۔ رواہ ابوداؤد والدارمی والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

جسے بغیر علم کے فتوٰی دیا گیا تو اس کا گناہ فتوٰی والے پر ہے۔ اس کو ابوداؤد، دارمی اور حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ اللہ تعالٰی زیادہ علم والا ہے اور اس جل مجدہ کا علم کامل و محکم ہے۔ (ت)

کتبہ

العبد المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

○ الجواب صحیح والمجیب نجیح۔
مصطفٰی رضا خاں قادری عرف ابوالبرکات محی الدین

○ الجواب صحیح۔
نواب مرزا عبدالغنی قادری سُنی حنفی بریلوی

○ الجواب صحیح۔ واللہ اعلم
محمد عبدالرب عرف محمد رضا خاں قادری

○ الجواب صحیح۔
محمد امجد علی اعظمی

---

[1] سُنن ابوداؤد کتاب العلم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۵۹
المستدرک " دارالفکر بیروت ۱/ ۱۲۶

○ فقیر غفر اللہ القدیر نے مجدد مائۃ حاضرہ، صاحب حجت قاہرہ، علامہ رحلہ، امام المسلمین اعلحضرت مولانا وسیدنا ومفیدنا ومفیضنا مولوی محمد احمد رضا خان صاحب متع اللہ تعالٰی الناس بافاداتہ الٰی یوم الدین کے جواب کو بنظر غائر حرفاً حرفاً دیکھا عین صواب پایا جزاہ اللہ خیر الجزاء وکالہ بالمکیال الاوفی فقط

فقیر قادری وصی احمد حنفی

○ الجواب صحیح وموثق بنصوص الصحیحۃ وروایات المستند جزاہ اللہ خیر الجزاء فی الدارین لراقم الفاضل الجلیل وعلامۃ النبیل اٰیۃ من اٰیات اللہ۔

جواب صحیح اور صحیح نصوص اور مستند روایات سے مضبوط کیا ہوا ہے، اللہ تعالٰی دونوں جہان میں جواب لکھنے والے عالم جلیل، علامہ نبیل، اللہ تعالٰی کی نشانیوں میں سے نشانی کو بہتر جزا عطا فرمائے۔ (ت)

حکیم مفتی سلیم اللہ ناظم انجمن نعمانیہ، لاہور

○ ماحققہ عمدۃ العلماء الاعلام زبدۃ الفقہاء الکرام قدوۃ الفضلاء العظام امام النبلاء الفخام قاطع وریدالمردۃ اللئام مظہر الکلمات العرفانیۃ کاشف الاٰیات الربانیۃ حامی السنۃ واھل السنۃ ماحی اٰثار الکفر والبدعۃ وحید العصر فرید الدھر مجدد الزمان سیدنا العریف الماھر مولانا المولوی محمد احمد رضا خان سلمہ اللہ المنان فھو حق صراح وصدق قراح والحق احق بالاتباع وفقنا اللہ تعالٰی وسائر المسلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی ختم المرسلین واٰلہ وصحبہ حماۃ الدین۔

بلند علماء میں عمدہ، فقہاء کرام میں منتخب، بڑے فضلاء کے مقتداء، بڑے ماہرین کا امام، سرکش ملعونوں کی رگ کاٹنے والے، عرفانی کلمات کو ظاہر کرنے والے سنت اور اہلسنت کی حمایت کرنے والے، کفر و بدعت کے آثار کو مٹانے والے، اپنے زمانہ کے بے مثل، زمانے کے یکتا، مجدد زمان، ہمارے آقا مشہور ماہر مولانا مولوی محمد احمد رضا خان، اللہ تعالٰی منّان ان کو سلامت فرمائے، نے جو تحقیق فرمائی وہ خالص حق، صاف سچ، جبکہ حق ہی اتباع کے قابل ہے۔ اللہ تعالٰی ہمیں اور تمام مسلمانوں کو اس کی توفیق دے، صلٰوۃ وسلام ہو خاتم المرسلین اور ان کی آل پر اور دین کی حمایت کرنے والے صحابہ پر۔ (ت)

کتبہ العبد المفتقر الٰی ربہ الاکبر محمد عمر المرادآبادی۔

○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ اللہ تعالٰی کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے میری آنکھوں کو اس پاکیزہ تحقیق کے انوار سے روشن کیا، اللہ تعالٰی جزا عطا فرمائے حضرت مجیب کو جن کی تحقیق کا ایک ایک حرف صدق وصواب ہے ومن اعرض عنہ فھو من الجاھلین (جس نے اس سے

رُوگردانی کی وُہ جاہلوں میں سے ہے۔ ت) فی الواقع حضرت مجدد صاحب دامت برکاتہم کی ذات والا صفات حضرت حق کی ایک شانِ رحمت ہے، اور بے شمار برکات کا مجموعہ، کتنے اندھوں کی آنکھیں کھول دیں، اور ہزار ہا نابیناؤں کو بینا بنادیا، اللہ تعالٰی ایسے فاضل جلیل کو مدت ہائے دراز تک بایں فیض رسانی سلامت رکھے، آمین بحرمت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالٰی علیہ وسلامہ۔ بیشک اس مسئلہ کے ایضاح میں تحقیق کے خزانے کھول دئے ہیں اور نادان مفتی کی غلطی کو خوب آشکار کرکے سمجھادیا ہے، اللہ تعالٰی اپنے بندوں کو سیدھی راہ چلائے، آمین!

العبد المعتصم بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین خصہ اللہ بمزید العلم والیقین